ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
پروفیسر ہجویری چیئر
پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ہجرتِ حبشہ عربی ادب میں

Dr. Zahor Ahmed Azhar
Prof. Hajveri Chair
Punjab University, Lahore

Migration to Ethiopia in Arabic Literature

The migration of the Holy Prophet's companions to Ethiopia (Abyssenia) is a very important event of the Islamic history, having far reaching consequences. Arabic literature was also influenced by this event. The Holy Quran, the sayings of the Holy Prophet (PBUH), the ancient Arabic prose and above all the Arabic poetry of that period have many examples and literary specimens of that period. This research article is a complete survey and evaluation of the Arabic literature, pertaining to that period.

عرب اور شاعری ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم ہیں،کوئی بھی شاعرانہ فکر کسی بھی صاحبِ دل عرب کو اپنی طرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہ سکتی[1]! بلند فکر اور گہرے معنی اگر کسی عرب کے دل ودماغ میں سما جائیں تو زبان کے راستے الفاظ کے قالب میں ڈھلے بغیر بھی نہیں رہیں گے،اچھا شعر سن کر زندہ دل عرب تڑپ اٹھے گا،دراصل اہلِ عرب اور عربی زبان کا مزاج ہی ایسا ہے مگر یہ صرف کل کی بات نہیں،آج بھی عربوں کا یہی حال ہے! کیا خوب فرمایا رسولِ صادق وامین ﷺ نے کہ عرب شعروشاعری کو کبھی ترک نہیں کریں گے حتی کہ اونٹنی اپنے بچے کے لئے جذب وشوق اور بیقراری کو بھول جائے[2]!! یعنی یہ دونوں باتیں محال اور ناممکن ہیں! یقین نہ آئے تو عثمانی ترکوں کے عہد میں جنوبی امریکہ ہجرت کر جانے والے عرب کے عیسائی شعراء کو دیکھ لیجئے! جدید عربی شاعری[3] میں ''شعرِ مَہْجَر'' اور شعرائے مہجر (دارالہجرت کے شعراء اور شاعری) ایک دلچسپ اور خوبصورت باب کی حیثیت سے ہمارے سامنے ہیں! آج جہاں کہیں بھی عرب جمع ہو گئے تو شعروشاعری کے چرچے شروع ہو جائیں گے، اگر پہلے سے کوئی شعر کی دیوی کا پرانا پجاری نہ بھی ہوا تو نئے شاعر سامنے آ جائیں گے اور شعروشاعری کی دیوی کے چرنوں میں بیٹھ جائیں گے۔

سسلی اور سپین میں عرب ایک مدت تک حکمران رہے،اپنے اس مختصر سے عہد حکمرانی میں یہاں کے عربوں نے علوم وفنون

کے قابلِ فخر انبار لگانے کے علاوہ شعروشاعری کو بھی فروغ دیا اور ایسے اصنافِ سخن ایجاد کئے جن سے عربی ادب پہلے شناساں ہی نہ تھا،اسلامی اندلس اور صقلیہ کی عربی شاعری ایک قابلِ فخر اور سنہرا باب ہے[۴]! برصغیر میں بھی عربوں نے قدم رکھا تو اپنے ساتھ دین اسلام کی برکات لانے کے علاوہ یہاں پر عربی شاعری کا پودا بھی لگایا جس کی بے شمار شاخیں اور کونپلیں ہیں جو نوع بنوع پھلوں سے لدی پھندی نہ سہی مگر سجی ہوئی تو ضرور ہیں! باوجود زوال و پسماندگی اور جہالت کی آفات کے یہ سلسلہ آج بھی کسی نہ کسی رنگ میں بلاد برصغیر کے مختلف گوشوں میں جاری ہے! یہ سلسلہ قرآنِ کریم کے سایہ اور محبتِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے قیامت تک جاری و ساری رہے گا[۵]۔

حبشہ میں بھی مسلمان مہاجرین کی حیثیت سے عربوں کے ورود کا اور مختصر قیام کا معاملہ اس سے کچھ مختلف نہیں! صحابہ کرام یہاں چودہ پندرہ سال تک حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے مہمان رہے مگر اس مختصر قیام کے نقوش بھی روشن اور پائندہ ہیں! ہجرت حبشہ کی اپنی ایک تاریخ ہے، اس کے آثار، نقوش اور یادگاریں ہیں، اگرچہ مورخ اور سیرت نگار اس تاریخی ہی نہیں بلکہ تاریخ ساز باب سے چپ چاپ اور بچتے بچاتے ہی گزرتے رہے ہیں اور اسے اس کا حق نہیں دیتے رہے! بہر حال ہجرت حبشہ نے جہاں شاندار تاریخ بنائی ہے وہاں عربی زبان و ادب کو بھی بہت کچھ نہ سہی (کہ کسی نے اس بہت کچھ کو محفوظ کرنے کی ہمت ہی نہیں کی؟!) مگر کچھ نہ کچھ ضرور دیا ہے! اس کچھ نہ کچھ میں بھی ہمارے عربی زبان و ادب کے طالب علم کے لئے کافی کچھ موجود ہے! کم سے کم دعوتِ فکر وعمل کا سامان تو ہے!! ادب کی یہ مقدار اور یہ معیارِ ذوق سلیم کی تسکین وطمانیت کے لئے کافی ہے۔

اس ضمن میں عربی نثر اور نظم کے جونمونے اور شہ پارے میسر آئے اور یہاں ان کے اقتباسات دیئے گئے ہیں ان میں آیات قرآنی،احادیث نبوی، اقوال، خطبات اور مکتوبات کے علاوہ ہجرت حبشہ کے حوالے سے وجود میں آنے والے شعری قطعات بھی شامل ہیں،مقصد یہ ہے کہ قارئین پر اسلام کی اولین ہجرت فی سبیل اللہ کی تاریخی،فکری اور ادبی اہمیت واضح ہو جائے اور اس سے ادبی ذوق وشوق رکھنے والے اہلِ علم کی تسکین کا سامان بھی ہو سکے۔

عہدنبوی، مکی ہو یا مدنی، میں پیش آنے والے واقعات ومواقع کے لئے وحی ربانی کی رہنمائی موجود رہی اور آیات بینات نازل ہوکر اہل ایمان کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سامان کرتی رہیں، لہٰذا مکی عہد کی سیرت طیبہ ہو یا مدنی عہد کی، سب کے لئے اولین مصدر معلومات اور سرچشمۂ ہدایت تو قرآن کریم ہی ہے! اس لئے مؤرخ اور سیرت نگار کا یہ فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے اسی سرچشمۂ ہدایت اور معتبر ترین مصدر سے رجوع کرے! ہجرت کے متعلق مکی اور مدنی آیات ربانی میں جو کچھ ہمارے سامنے ہے اس کی بنیاد پر ''قرآن کریم کا آفاقی نظریہ ہجرت'' بھی مرتب ہوسکتا ہے جو ایک مستقل موضوع بحث وتحقیق ہے،لیکن یہاں پر صرف مکی سورتوں میں وارد ہونے والی بعض ایسی آیات بینات درج ہوں گی جن میں ہجرت فی سبیل اللہ کے متعلق واضح اشارات موجود ہیں، یہ تو روزِ اول ہی سے طے تھا کہ دعوت اسلام کے نتیجے میں کفارمکہ کی اذیت رسانی اور مظالم حضرت محمد ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو اس سنت انبیاء پر عمل کرنے اور مکہ میں اپنے گھربار چھوڑ کر ہجرت کرنے پر مجبور کر دیں گے، یہی وہ حقیقت تھی جس کا اظہار حضرت ورقہ بن نوفل نے رسول اللہ ﷺ سے پہلی وحی ربانی کی کیفیت سننے کے بعد ہی کر دیا تھا[۶]۔

قرآن کریم عربی زبان و ادب کی زندۂ جاوید روح، مضبوط ترین اساس اور عربی زبان کی بقا اور دوام کی نا قابل شکست

ضمانت بھی ہے، اللہ رب العزت نے اپنی اس کتاب عزیز و غالب میں، اہل ایمان کی اس ہجرت حبشہ، رسول اللہ ﷺ کے لئے حضرت نجاشی کی محبت وعقیدت، خدمت اسلام اور اہل حبشہ میں سے نیک روحوں کی رغبت دین اسلام کودوام اور اہتمام کا رنگ دیتے ہوئے مکی سورت القصص میں یوں فرمایا ہے[۷]:

''اَلَّذِینَ آتَینٰھُمُ الْکِتٰبَ مِن قَبلِہٖ ھُم بِہٖ یُؤمِنُونَ ہ وَاِذَا یُتلیٰ عَلَیھِم قَالُوا آمَناَّ بِہٖ، اِنَّہُ الْحَقُّ مِن رَّبِّنَا اِنَّا کُنَّا مِن قَبلِہٖ مُسلِمِینَ ہ اُولٰئِکَ یُؤتَونَ اَجرَھُم مَرَّتَینِ بِمَا صَبَرُوا وَیَدرَءُونَ بِالحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ وَمِمَّا رَزَقنٰھُم یُنفِقُون ہ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغوَ اَعرَضُوا عَنہُ وَقَالُوا لَنَا اَعمَالُنَا وَلَکُم اَعمَالُکُم سَلٰمٌ عَلَیکُم لانَبتَغِی الجٰھِلِینَ ''

یہ آیات کریمہ نجاشی کے بھیجے ہوئے ان متلاشیانِ حق کے بارے میں ہیں جو ایک وفد کی صورت میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوئے تھے اوردولت ایمان سے سرفراز ہونے اورصحبتِ رسول سے نوازے جانے کے بعدواپس گئے تھے، ابن اسحاق نے امام زہری کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اہل علم سے یہی سنا ہے کہ سورت القصص کی یہ آیاتِ کریمہ اس حبشی مسیحی وفد کے متعلق ہیں جسے نجاشی شاہِ حبشہ نے تصدیق وتحقیق اورتسلی و اطمینان کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا جب آپ مکہ مکرمہ میں تھے، علمائے تفسیر کی ایک جماعتِ جمہور کی بھی یہی رائے[۸] ہے،ان آیات کا ترجمہ یوں ہے:

''وہ مسیحی لوگ کہ جنہیں ہم نے اس (قرآن کریم) سے پہلے کتاب (انجیل) عطا کی تھی وہ اس کتاب عزیز پر بھی ایمان لاتے ہیں! اور جب ان کے سامنے اس (قرآن کریم) کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، یہ ہمارے رب کی طرف سے پیغام حق ہے ،ہم تو (نبی ﷺ سے اس کی تلاوت سننے سے) پہلے ہی اس کے سامنے سرِتسلیم خم کر چکے تھے (یہی تو) وہ لوگ ہیں جنہیں ہم اس کا دوگنا اجر بھی عطا فرمائیں گے کیونکہ وہ صبر و ہمت کر کے (سفر کی مشقت اٹھا کر کے آئے تھے)، اوروہ بدلہ دیتے ہیں بدسلوکی کا حسن سلوک سے اور ہم نے انہیں جو رزق دے رکھا ہے اس میں سے وہ راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں،اور جب وہ کوئی لغو یا فضول بات سنتے ہیں تواس سے اعراض کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں ،بس تم سلامت رہو، ناسمجھ(ابوجہلوں) سے ہماراکوئی سروکا رنہیں''

نجاشی شاہِ حبشہ کے وطن سے اخوت و مساوات کے دلدادہ اورحریت و جرئت کے علمبر دار محبانِ مصطفیٰ ﷺ کا ہجرت نبوی کے بعد مدینہ منورہ میں بھی تانتا بندھا رہا[۹] تھا! حلقہ نجاشی کے جو اولین حق پرست وفد کی شکل میں مکہ مکرمہ میں آئے تھے، تلاوتِ آیات کو زبانِ نبوت سے براہِ راست سننے ،ایمان کی دولت پانے اورصحبت نبوی سے بہرہ ور ہونے کے بعد حبشہ پلٹے تھے ، انہوں نے اپنے مرشد ومعلم حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے زیرِ سایہ دعوت اسلام کا سلسلہ جاری رکھاہوا تھا، یہ تشنگانِ دیدار نبوی اور متلاشیانِ حق حبِ رسول سے چھلکتے اُمڈتے دلوں کے ساتھ مدینہ منورہ بھی مسلسل آتے رہے تھے، صاحبِ ''تنویر الغبش فی فضائل السودان والحبش''، حضرت علامہ ابن الجوزی اور دیگر مؤلفین سیرت وتاریخ نے ان عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی مدینہ میں آمد،اظہارِ محبت کے حبشی طریقوں کو کام میں لانے اور مدحِ مصطفیٰ ﷺ کی شکل میں اپنے ایمان افروز گیت گانے کے بعض نقوش اپنی کتابوں میں محفوظ کیئے ہیں[۱۰] مگر وحی ربانی نے بھی اہل ایمان کے ان بصیرت افروز اور روح پرور مناظر پرمہر تصدیق ثبت کی ہے، مدنی سورت المائدہ

کی آیات 82 تا84 یہود ونصاریٰ کے عمومی رویوں اور عملی مظاہروں کو اہل ایمان کے ذہن نشین کراتی ہیں مگر ان آیات میں مذکور نصاریٰ کے رویہ کا عمومی اظہار اور عملی نمونہ حبشہ سے آنے والے مسیحی وفود سے تعلق رکھتا ہے، جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے صراحت بھی فرمائی ہے چنانچہ سورت المائدہ کی ان تین آیات کا اردو ترجمہ یوں ہے:

''تو اے مخاطب! اہل ایمان کی محبت ومودت میں ان لوگوں کو سب سے زیادہ قریب پائے گا جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو مسیحی ہیں، یہ یوں ہے کہ ان میں سے کچھ تو علم والے لوگ ہیں اور کچھ تارک دنیا راہب ہیں اور یہ بھی کہ وہ تکبر نہیں کرتے ! اور جب وہ کلام ربانی سنتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں سچائی معلوم ہوگئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم تو ایمان لے آئے ہیں اس لئے ہمیں بھی اس سچائی کے تصدیق کرنے والے گواہوں میں شمار کر لیجئے ! ہم بھلا اللہ پر اور اس کی سچائی پر ایمان کیوں نہ لائیں؟ اور آرزو کیوں نہ کریں کہ ہمارا رب ہمیں بھی صالح اور نیک لوگوں میں شامل فرما دے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یوں ایمان لانے کے صلے میں انہیں ایک ایسی جنت میں داخل کر دیا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ اسی جنت میں رہیں گے! اور حسن عمل کا مظاہرہ کرنے والوں کی جزا تو ہے ہی یہی''۔

قرآن کریم کی سورت عنکبوت کے شروع میں حضرت ابراہیم اور ان کے بھتیجے حضرت لوط علیہما السلام کی ہجرت کا ذکر ہے جو دراصل اہلِ اسلام کے لئے اشارہ تھا کہ وہ بھی اس سنت انبیاء کے لئے تیار ہو جائیں اسی سورت کی آیت ہے: یٰعِبَادِیَ الَّذِینَ آمَنُوا اِنَّ اَرضِی وَاسِعَۃٌ فَاِیّٰیَ فَاعبُدُون یعنی اے میرے مومن بندو! میری زمین وسیع ہے تو صرف میری ہی عبادت کرو، اسی سورت کی آخری آیت بھی مہاجرینِ حبشہ کے لئے خوشخبری ہے وَالَّذِینَ جٰھَدُوا فِینَا لَنَھدِیَنَّھم سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ المُحسِنِین یعنی جن لوگوں نے ہماری خاطر مشقت اٹھائی ہم انہیں اپنے رستے دکھائیں گے! اور اللہ تعالیٰ تو حسن عمل والوں کے ساتھ[۱۲] ہے۔

ہجرتِ حبشہ کی ادبیات میں سے افصح العرب رسول ہاشمی ﷺ کا یہ تاریخی بلکہ تاریخ ساز کلام معجز نظام بھی ہے جس میں آپ نے اپنے جاں نثاروں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا اشارہ کرتے وقت فرمایا تھا[۱۳]۔

''لَو خَرَجتُم إِلَی أَرضِ الحبشۃ فَاِنَّ بِھَا مَلکاً لَا یُظلَمُ عِندَہ' أَحَدٌ وَھِیَ أرضُ صِدقٍ، حَتّٰی یَجعَلَ اللّٰہُ لَکُم فَرَجًا مِمّا اَنتُم فِیہِ!''

''یعنی اگر تم سرزمینِ حبشہ کی طرف نکل جاؤ تو وہاں ایک ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کے ہاں کسی پر کوئی بھی ظلم نہیں کر سکتا، اور وہ دوستی اور سچائی کی سرزمین بھی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مشکل میں سے نکال دے جس میں تم اس وقت (کفارِ مکہ کے ہاتھوں) مبتلا ہو''۔

احمر واسود، عرب وعجم اور تمام بشریت کی طرف مبعوث رسول اولین وآخرین ﷺ کا یہ ارشاد پاک بھی اسی ضمن میں آئے گا اور اسے حبشہ اور ترکوں کے متعلق پیشین گوئی کی حیثیت بھی حاصل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا[۱۴]۔

''دَعُوا الحبشۃ مَا وَدَعُوکُم وَاترُکُوا الاتَرَاکَ مَا ترَکُوکُم''

یعنی اہل حبشہ جب تک تمہیں کچھ نہ کہیں تم بھی انہیں کچھ نہ کہنا اور جب تک ترک تمہیں نہیں چھیڑتے اس وقت تک

تم بھی انہیں کبھی نہ چھیڑنا''۔

اُم المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی مہاجرات حبشہ میں سے ہیں، انہوں نے حبشہ میں اپنے قیام اور حضرت نجاشی کے حسن سلوک کے حوالے سے چند جملے ارشاد فرمائے تھے جو ان سے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان سے ان کے بھانجے حضرت عروہ نے نقل کئے ہیں اور اکثر کتب تاریخ، سیرت اور تراجم میں ملتے ہیں[۱۵]:

" فَخَرَجنَا اَرسَالًا حَتّٰی اجتَمَعنَا بِهَا فَنَزَلنَا بِهَا خَيرَدَارٍاِلٰی خَيرجَارٍ آمِنِينَ عَلٰی دِينِنَا، وَلَم نَخشَ فِيهَا ظُلماً"

"یعنی ہم گروہ در گروہ نکل پڑے یہاں تک کہ ہم حبشہ کی راجدھانی میں اکٹھے ہو گئے وہاں ہم بہترین جگہ فروکش ہو گئے ہمارا پڑوسی (نجاشی) بھی بہترین ہمسایہ تھا ہم دینی اعتبار سے بھی محفوظ تھے اور ہمیں کسی ظلم کا بھی کوئی ڈر نہ تھا''۔

ہجرت حبشہ کے حوالے سے عربی ادب کا دلچسپ پہلو تو دراصل وہ شاعری ہے جو ہجرت کرنے والے مسلمان شعراء کے کلام سے عبارت ہے یہ سرزمینِ عرب سے بے وطن ہونے والے اولین عرب شعراء کا اولین کلام ہے اور اس لحاظ سے تاریخ میں سب سے پہلا کلام ہے جو غریب الوطنی میں عربوں نے تخلیق کیا (عثمانی ترکوں کے باغی شام و لبنان سے بھاگنے والے عیسائی شعراء کا کلام ادب المہجر (ہجرت والے مقام کا ادب!) کہلاتا ہے مگر اس باب میں بھی مسلمان شعراء عرب کو اولیت کا شرف حاصل ہے اور گویا وہ سب سے پہلے شعراء مہجر ہیں جو کفارِ مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر اپنا دین و ایمان بچانے کے لئے حبشہ ہجرت کر گئے تھے!!، ان مسلمان مہاجر شعراء کا یہ کلام حبشہ کی ''اولین حبشی عربی شاعری'' شمار ہونے کا بھی مستحق ہے، بالکل ایسے ہی جیسے برصغیر میں وارد ہونے والے عرب شعراء (جیسے رابعہ بنت کعب خضدری اور ہارون بن موسیٰ شاعرِ ملتان) کا کلام اولین عربی ہندی شاعری میں شمار ہوتا ہے[۱۶]!! ابن اسحاق و ابن ہشام کے علاوہ دیگر مؤرخین بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب مسلمان مہاجرین سرزمین حبشہ میں خود کو محفوظ سمجھنے لگے، نجاشی کی شکل میں انہیں بہترین سرپرست اور ہمسایہ بھی مل گیا اور وہ ہر قسم کی مذہبی مداخلت سے بھی محفوظ ہو گئے تو اس صورت احوال کے پیش نظر ''شاعرِ ہجرت حبشہ'' حضرت عبداللہ بن حارث سہمی رضی اللہ عنہ نے کہا تھا[۱۷]:

يَــــارَا كِبــــاً بَــلِّــغَــنَّ عَــنِّــى مُــغَــلْــغَــلَةً — مَــن كَـــانَ يَـــرجُـــو بَلَاغَ الـلّٰـــهِ وَ الـدِيْـن
كُــلُّ امْــرِئٍ مِــنَ عِبَـــادِ الـلّٰـــهِ مُـضطَهَـدٍ — بِبَـــطْـــنِ مَـــكَّةَ مَـــقْهُـــورٍ وَ مَـــفْتُـــون
اِنّـــــا وَجَـــدنَـــــا بَلَادَ الــلّٰـــــهِ وَاسِـــعَةً — تُــنْــجِــى مِــنَ الــذُّلِّ وَالـمـخـزاةِ والهـون
فَلَاتُــقِيـــمُــوا عَــلٰــى ذُلِّ الـحـيـــاةِ وَخِـــز — ىِ الــمَــمَـــاتِ و غَيـــبٍ غيــرِ مَـــأمُـــون
اِنّـــا تَبِـــعْـــنَـــا رَسُـولَ الـلّٰـــهِ وَاطَّــرَحُـــوا — قَــوْلَ الــنَّبِــى وَعَـــالَـــوا فِـــى الْــمَــوَازِيــن
فَـــا جْـــعَـــلْ عَـــذَابَكَ فِى الْـقَــومِ الَّــذين بَغَــوْا — وَعَـــائِـــذًا بِكَ، اَنْ يَـــعْـــلُـــوْا فَيَــطْـغَـوْنِـــى

ترجمہ:

۱۔ اے سوار! میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دے جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کا پیغام حق اور دین حق ضرور پہنچ کر رہے گا۔

۲۔ وادیٔ مکہ میں تو اللہ کا ہر بندہ انتقام کا نشانہ تھا،مغلوب تھااور فتنہ میں مبتلا تھا۔

۳۔ ہم نے اللہ کی سرزمین کو واقعی وسیع پایا ہے(سورت عنکبوت کی گزشتہ آیت کے ساتھ اس کا تقابل کیجئے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میری سرزمین وسیع ہے اور شاعرِ ہجرتِ حبشہ حضرت عبداللہ مان رہے ہیں کہ فرمان ربانی حق ہے، اللہ کی زمین واقعی وسیع ہے)، جو ذلت، رسوائی اور بے قدری سے نجات دلاسکتی ہے۔

۴۔ اس لئے اے مسلمانو! تم زندگی کی ذلت اور رسوائی کی موت والی جگہ قیام نہ کرو جہاں تمہارا مستقبل بھی غیر محفوظ ہے۔

۵۔ ہم نے رسول اللہﷺ کی پیروی اور اطاعت کی ہے مگر کفارِمکہ نے نبیﷺ کی بات ٹھکرا دی ہے اور حد سے بڑھ گئے ہیں۔

۶۔ اس لئے اے خدا ! تو سرکش لوگوں کو عذاب میں مبتلا کر دے اور میں جو تیری پناہ میں ہوں مجھے ان کی سرکشی اور جارحیت سے بچانا۔

اہلِ مکہ مسلمانوں کو کس طرح ستاتے تھے، پھر انہیں گھر چھوڑنے پر کس طرح مجبور کر دیا گیا تھا حتیٰ کہ اس اذیت رسانی اورگھر چھڑوانے میں رشتوں اور تعلقات کی بھی پروا نہ کی گئی، اپنے ہی اپنوں کے دشمن اور بیری بن گئے تھے،اس کیفیت کو یہی شاعرِ ہجرتِ حبشہ حضرت عبداللہ بن حارث سہمی اپنے اس قطعہ میں پیش کرتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کی شکایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں[۱۸]:

اَبَـت کَبِـدِی لَا اُکَـذِّبَـنکَ قِتَـالَھُمْ — عَـلَـیَّ وَ تَـأبَـاهُ عَـلَـیَّ أَنَـا مِـلِـیُ
وَکَیْفَ قِتَـالِـیِ مَـعْشَـراً اَدَّبُـوکُم — عَـلَـی الْـحَـقِّ اَن لَا تَـأشَبُـوهُ بِبَـاطِـلِ
نَـفَتْهُـم عِبَـادُالْـجـنِّ مِـنْ حَـرِّ اَرْضِهِمْ — فَـاَصْـحَـوُا عَـلٰـی اَمـرِ رَشِیـدِالْبَلَابِـلِ
فَـاِن تَکُ کَـانَـتْ فِـی عَـدِیٍّ اَمَـانَةٌ — عـدی بـن سـعـدٍ، عَـن تُـقًـی وَ تَـوَاصُـلِ
فَـقَـدْکُـنْـتُ اَرْجُـو اَنَّ ذٰلِکَ فِیْـکُم — بِـحَـمْـدِ الَّـذِی لَا یَـطُّبٰـی بِـالْـجَعَـائِـلِ
وَبُـدِّلْـت شبلاً، شِبْـلَ کُـلِّ خَبِیْثَةٍ — بِـذِی فـجـرٍمَـأویَ الـضِّـعَـافِ الْأرَامِـلِ

ترجمہ:

۱۔ میں تم سے جھوٹ ہرگز نہیں بولوں گا، میرے رشتہ داروں نے جو مجھ سے لڑائی جھگڑا کیا اسے نہ تو میرا قلب وجگر گوارا کرتا تھا اور نہ میرے ہاتھ اس لڑائی جھگڑے کو گوارا کرتے تھے یعنی انہوں نے جو اذیت مجھے پہنچائی اسے میرے جگر نے ٹھکرادیا اور نہ میں نے ان پر دست درازی گوارا کی۔

۲۔ بھلا میں اس قوم سے کیسے لڑتا، انہوں نے ہی تو تمہیں حق پر قائم رہنا سکھایا کہ اس حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط مت کرنا۔

۳۔ انہیں جنات کے پجاریوں نے ان کی زمین کی تپش سے بے دخل کر دیا چنانچہ اب وہ راہِ راست سے بھٹک کر الجھنوں میں پڑ گئے ہیں۔

۴۔ سو اب اگر بنو عدی بن سعد کے لوگوں میں تقوی اور صلہ رحمی کی یہ امانت باقی رہ گئی ہے تو۔۔۔

۵۔ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ تقوی اور صلہ رحمی کی یہ امانت داری تم میں ہوگی اس ذات کی برکت و ستائش کے طفیل جو بناوٹ اور تصنع کو پسند نہیں کرتی (خوش اخلاقی وصلہ رحمی کے اوصاف خدا کی دین ہے جسے چاہے دے اور جسے چاہے ان سے محروم کردے)

۶۔ تمہاری حالت یہ ہوگئی ہے کہ شیر کے بچے فساد زدہ شیرنی کے بچے بن گئے ہیں اور جو کبھی کمزور بیواؤں کی پناہ گاہ ہوتے تھے اور مقام ذی فجر میں تھے (یعنی میری قوم کے لوگ راہِ راست سے ہٹ کر گمراہی اور گناہوں سے آلودہ ہوگئے ہیں!) یہ ''شاعرِ ہجرتِ حبشہ'' حضرت عبداللہ بن الحارث قریش کے بے حد معزز قبیلے سے تھے، ان کے دادا قیس بن عدی اپنے وقت میں قریش کے معزز ترین سردار سمجھے جاتے تھے، مگر ان کے والد حارث بن قیس ان بدنصیبوں میں شامل ہو گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے اور آپ کا تمسخر اڑانے میں تمام حدود پھلانگ گئے تھے مگر۔ بیٹا عبداللہ بن حارث۔ اسلام کا شیدائی اور رسول اللہ ﷺ کا فداکار بن گیا تھا، والد اور قبیلے کے لوگوں نے عبداللہ کو ستانے میں حد کر دی تو مکہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے اور مہاجرینِ حبشہ میں نہ صرف شامل ہو گئے بلکہ اپنے شعروں میں ہجرتِ حبشہ کو بھی زندۂ جاوید بنا دیا یہ غزوہ طائف میں شہید ہوئے تھے[19]، ان کی آرزو تھی کہ قریش کے منکرین رسالت کو بجلی کی طرح کوند کر سیدھا کر دیں اسی لئے عبداللہ المبرق (یعنی بجلی کی طرح کوندنے اور کڑکنے والا عبداللہ) مشہور ہو گئے تھے، اسی سلسلے میں ان کے دو شعر ہیں[20]:

تِلْکَ قُرَیْشٌ تَجْحَدُ اللّٰہَ حَقَّہٗ   کَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَ مَدْیَنُ وَالْحِجْرُ

فَاِنْ اَنَا لَمْ اُبْرِقْ فَلَا یَسْعُنَنَّنِیْ   مِنَ الْاَرْضِ بَرٌّ ذُوْفَضَاءٍ وَلَا بَحْرُ

ترجمہ:

۱۔ لو یہ ہیں قریش جو اللہ تعالیٰ کے حق توحید وعبادت کے منکر ہیں، یہ بھی ویسے ہی منکرین حق ہیں جیسے قوم عاد، مدین اور حجر کے لوگ تھے۔

۲۔ تو اب اگر بجلی کی طرح کوند کر میں ان پر ٹوٹ نہ پڑوں تو پھر روئے زمین کی خشکی، فضا اور سمندر بھی مجھے ہرگز سمو نہ سکیں گے!

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ قریش کے قبیلہ بنو جُمَح سے تھے، عابد و زاہد صحابی تھے دن کا روزہ اور رات کا قیام ان کا معمول تھا، حبشہ کی طرف دوبار ہجرت کی، معروف قریشی سردار اُمیہ بن خلف ان کا چچا زاد بھائی تھا اور اسلام سے خدا واسطے کا بیر رکھتا تھا اس لئے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بہت تنگ کرتا اور اذیت پہنچاتا تھا، ہجرت حبشہ کے دوران میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہے، ان شعروں میں وہ اُمیہ بن خلف پر عتاب اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں[21]:

اَتَیُمَ بُنَ عَمرٍولَلّذِی جَاءَ بُغُضُہ‘ وَمِنُ دُونِہِ الشَّرُمَانُ وَالُبَرُکُ اَکُتَع‘

اَاَخُرَجُتَنِی مِن بَطُنِ مَکَّۃَ آمِناً وَاَسُکَنُتَنِی فِی صَرُحِ بَیُضَاءَ تَقُزَع‘

تَرِیشُ نَبَا لاَ لاَیُوَاتِیکَ رِیُشُھَا وَتَبُرِیٰ نَبَالاً رِیُشُھَا لَکَ اَجُمَع‘

وَحَارَبُتَ اَقُوَاماً کِرَاماً اَعِزَّۃً وَاَھُلَکُتَ اَقُوَاماً بِھِم کُنتَ تَفزَع‘

سَتَعُلَمُ اِن نَابَتکَ یَوُماً مُلِمَّۃٌ وَأسُلَمَکَ الَأوُبَاشُمَاکُنتَ تَصُنَع‘

ترجمہ:

۱۔ اے بنوتیم بن عمرو! بلا شبہ یہ تمہارا بغض ہے جو تمہیں یہاں لے آیا حالانکہ دوسمندر اور برک جیسے مقامات سب کے سب تمہارے سامنے حائل تھے (یعنی اتنے فاصلوں اور رکاوٹوں کے باوجود تمہارے بغض اور نفرت نے مہاجرینِ حبشہ کو چین سے نہ رہنے دیا)

۲۔ تم نے مجھے پر امن وادی مکہ سے جلاوطن کر دیا ہے اور مجھے ایک ایسی جگہ ٹھہرا دیا ہے جہاں عالی شان سفید محل میری حفاظت کرتا ہے(شاہِ حبشہ کا مہمان اور اس کی پناہ میں ہوں)

۳۔ تم ایسے تیروں کو نقصان پہنچاتے ہو جو تم کو نہیں لگتے مگر ایسے تیروں کو نفع پہنچاتے ہو جن کے سب کے سب سرے تمہیں ہی لگتے ہیں(یعنی اپنے آپ کو اذیت دینا اور غیر کو سکھ دینا کہاں کی دانائی اور بہادری ہے؟)

۴۔ تم نے ایسے لوگوں سے لڑائی کی ہے جو محترم اور غالب تھے اور ایسے لوگوں کو ہلاک کیا ہے جو تمہارا سہارا بنا کرتے تھے۔

۵۔ جس دن تم پر کوئی آفت آئے گی اس دن تمہیں معلوم ہو جائے گا اور اوباش لوگ جب تمہارا ساتھ چھوڑ دیں گے تو تمہیں اپنوں کی قدر معلوم ہو گی۔

حضرت ابو طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما ایک بلند پایہ مقرر اور پختہ فکر شاعر تھے انہوں نے اسلام کے دفاع وحمایت اور نبی ﷺ کی شان میں خوب صورت قصائد نظم کئے تھے، نجاشی شاہِ حبشہ کے ہاں مسلمان مہاجرین کی جو آؤ بھگت ہوئی اور جو عزت و سکون ملا وہ قریش مکہ کے لئے ناقابل برداشت ہو گیا تھا، نبی ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب کو نجاشی کے پاس بھیجنے کے علاوہ آپ اپنے سفیر حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری کے ہاتھ اپنا نامہ گرامی بھی ارسال فرما چکے تھے، قریش نے جب بھاری تحائف کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنی سفارت بھیجی تا کہ وہ مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دیں تو اس موقع پر حضرت ابو طالب نے بھی اپنا بائیہ قصیدہ کہا اور نجاشی کو بھیج دیا، اس قصیدہ سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے کہ نجاشی کے رسول اللہ ﷺ سے تو عقیدت مندانہ تعلقات اور روابط تھے ہی ان کے علاوہ بنو ہاشم کے بزرگوں کی بھی اس بادشاہ سے واقفیت بے تکلفی کی حد تک پہنچی ہوئی تھی، حضرت ابوطالب نے اپنے اس بائیہ میں فرمایا تھا[۲۲]۔

اَلا لَیۡتَ شِعۡرِی کَیۡفَ فِی النَّأیِ جَعۡفَرٌ　　وَعَمۡرٌو وَاَعۡدَاءُ الۡعَدُوِّ الۡا قَارِب،
فَهَلۡ نَالَ اَفۡعَالُ النَّجَاشِی جَعۡفَراً　　وَاَصۡحَابَه، أوۡعَاقَ ذٰلِکَ شَاغِب،
تَعۡلَم اَبَیۡتَ اللَّعۡنَ أنَّکَ مَاجِدٌ　　کَرِیۡمٌ فَلَا یَشۡقٰی لَدَیۡکَ الۡمُجَانِب،
وَأنَّکَ فَیۡضٌ ذُوسِجَالٍ غَزِیۡرَّةٍ　　یَنَالُ الۡاَ عَادِیُ نَفۡعَهَا وَا لۡأَقَارِبُ
تَعَلَمُ بِأنَّ اللّٰهَ زَادَکَ بَسۡطَةً　　وَأسۡبَابُ خَیۡرٍ کُلُّهَا بِکَ لَازِب،

ترجمہ:

۱۔ ہاں! مجھے نہیں معلوم کہ پردیس میں جعفر کیسے ہیں اور عمرو بن عاص کی سفارت کاری کیا رنگ لا رہی ہے؟ دشمن کے دشمن تو قریبی رشتہ دار ہی ہوتے ہیں(عمرو بن عاص اور قریش کی معاندانہ سفارتی مہم کیا رنگ لاتی ہے؟)

۲۔ تو کیا جعفر اور اس کے ساتھیوں کو نجاشی کا حسن سلوک میسر آ گیا ہے یا کوئی شخص ہنگامہ پرور رکاوٹ بن گیا ہے؟

۳۔ اے خوش بخت بادشاہ! آپ تو جانتے ہیں کہ آپ عزت اور شرافت کے مالک ہیں اس لئے آپ کے جوار میں آنے والا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔

۴۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے اندازہ فراخی عطا فرمائی ہے اور بھلائی کے تو تمام وسائل آپ کے پاس ہیں۔

۵۔ آپ تو بے پناہ سخاوت کا مجسمہ ہیں، اس سخاوت سے اپنے پرائے سبھی فائدہ پاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا سیاسی دفاع حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا،ہجرتِ حبشہ کو اپنی سفارت کاری کے ذریعہ ناکام بنانے کے لئے قریش نے بڑے جتن کئے، معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے نجاشی کے نام زبانی پیغامات کے ساتھ ساتھ اپنے اشعار سے حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی تسلی وتائید کے لئے ان کا یہ میمیہ قصیدہ بھی بہت اہم، بروقت اور مفید ثابت ہوا جس کے چند اشعار یہ تھے (المستدرک 223/3):

لیعلم خیر الناس اَنَّ محمدا　　وزیر لموسی والمسیح ابن مریم
أتانا بهدی مثل ما اَتَیَا به　　فکل بامر اللّٰه یهدی و یَعۡصِمِ
و انکم تتلونه فی کتابکم　　بصدقِ حدیث لا حدیث المرجَّم
وانک ماتاتیک منها عصابة　　بفضلک الا اُرجعوا بالتکرم

ترجمہ:

۱۔ اچھے لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت محمد ﷺ تو حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کی تصدیقِ نبوت کے ذمہ دار ہیں۔

۲۔ آپ ہمارے پاس وہی سامان ہدایت لے کر آئے ہیں جو وہ دونوں لے کر آئے تھے۔

۳۔ آپ (مسیحی حضرات!) ان کا ذکر اپنی کتاب مقدس میں پڑھتے ہیں! یہ سچی بات ہے نہ کہ اٹکل پچو والی بات۔

۴۔ اور اے نجاشی! قریش کے پاس سے جو بھی گروہ آئیں وہ تیری طرف سے عزت و احترام سے واپس بھیج دئے جائیں (سفرائے قریش کو اعزاز کے ساتھ واپس بھیجتے رہیئے)

آل ہاشم کو اللہ تعالیٰ نے شرف وکرامت کا مالک تو بنایا ہی ہے لیکن ان کی خدمت اسلام کا بھی جواب نہیں، کیا زبانی، کیا عملی اور کیا جانی ! ان کی ہر خدمت عظیم اور بے مثال ہے! نجاشی شاہِ حبشہ کے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے جس طرح مہاجرینِ حبشہ کی ترجمانی کی اور اسلام کا دفاع کیا وہ اسلام کی شاندار تاریخ کا ایک نمایاں اور ناقابل فراموش باب ہے لیکن اسلام کا تعارف کرواتے ہوئے انہوں نے شاہی دربار میں جو تقریر فرمائی وہ بھی لاجواب ہے بعثت نبوی سے پہلے کے جاہلی پس منظر اور بعثت کے بعد کی برکات وفضائل کو انہوں نے جس اختصار اور جامعیت کے ساتھ مؤثر انداز میں پیش کیا ہے اس کی مثالیں عربی خطابت کی تاریخ میں بہت ہی کم ملیں گی، خطیب بنی ہاشم حضرت جعفر نے اس موقع پر فرمایا تھا[۲۳]:

”أیهاالملک! إنـا کـنـا قـومـا أهـل جاهلية، نعبد الاصنام، ونأکل الميتة، ونأتی الفواحش، ونقطع الأ رحـام، ونسـئ الـجـوار، ويأکل القوی منا الضعيف، فکنا علی ذلک حتی بعث الله إلينا رسولا منا، نـعرف نسبه و صدقه و أمانته وعفافه فدعانا إلـی الله لنوحده و نعبده، ونخلع ما کنا نعبد وآباؤنا من دونـه مـن الـحـجـارـة والأوثـان، و أمرنا بصدق الحديث و أداء الامانة وصلة الرحم وحسن الجوار، والـکف عن المحارم والدماء، ونهانا عن الفواحش و قول الزور وأکل مال اليتيم وقذف المحصنات، و أمـرنـا أن نـعبد الله ولا نشرک به شيئا، وأمرنا بالصلاة والزکاة والصيام فصدقناه وآمنا به واتبعناه، فعدا علينا قومنا فعذبونا وفتنونا عن ديننا لير دونا إلی عبادة الاوثان، وأن نستحل ما کنا نستحل من الـخـبـائـث، فـلـمـا قهـرونـا وظـلـمـونا وشقوا علينا، وحالوا بيننا و بين ديننا، خرجنا إلـی بلدک، و اخترناک علی من سواک، ورغبنافی جوارک، ورجونا أن لا نظلم عندک، أيها الملک“

” بادشاہ سلامت ! ہم جاہلیت والے لوگ تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے اور گندے کام کرتے تھے، ہم قطع رحمی کرتے اور پڑوسی سے برا سلوک کرتے تھے، ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا، یوں ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک رسول بھیجا جو ہم ہی میں سے تھا، ہم اس کے حسب ونسب، صدق و امانت اور پاک دامنی سے آگاہ تھے،اس رسول نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا کہ ہم اسے ایک مانیں اور صرف اسی کی عبادت کریں اور ان پتھروں اور مورتیوں کو چھوڑ دیں جنہیں ہم اور ہمارے بزرگ پوجتے تھے، اس نے ہمیں سچی بات کہنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے ، پڑوسی سے حسن سلوک کرنے، حرام چیزوں سے اور خون بہانے سے منع کیا! اس نے ہمیں جھوٹ بولنے، برے کام کرنے، یتیم کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا، اس نے ہمیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانے کا حکم دیا، اس نے

ہمیں نماز، زکوۃ اور روزے کا حکم دیا چنانچہ ہم نے اس کی تصدیق کی، اس پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کی پھر ہماری قوم نے ہم پر دست درازی کی، اذیت پہنچائی اور ہمیں ورغلایا تاکہ ہم مورتیوں کو پوجیں اور وہی گندی چیزیں کھائیں جو ہم پہلے کھاتے تھے مگر جب ان لوگوں نے ہمیں ظلم سے مغلوب کر لیا، ہمارے دین میں رکاوٹ ڈالی تو ہم آپ کے ملک میں آگئے، آپ کو سب پر ترجیح دی اور آپ کے پڑوس میں رہنے کی رغبت ہوئی اور ہمیں امید تھی بادشاہ سلامت کہ آپ کے ہاں ہم پر کوئی ظلم نہ ہوگا''۔

عربی ادبیات میں ہجرتِ حبشہ کی بات مکمل نہیں ہوتی جب تک اس خط و کتابت یا مراسلت کا تذکرہ نہ کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ اور اصحم بن ابجر نجاشی رضی اللہ عنہ شاہِ حبشہ کے درمیان ہوئی، اس مراسلت کو مسک الختام کا درجہ دیتے ہوئے اسی پر بات ختم کرتے ہیں، یہ مراسلت ان دونوں ہستیوں کے درمیان تعلقات کو سمجھنے میں بھی بہت مدد دیتی ہے اس مراسلت پر تفصیلی گفتگو کا یہ موقع نہیں، البتہ نجاشی کی عقیدت و محبت رسول اللہ ﷺ اور ان پر ایمان کی جھلکیاں یہاں بھی قابل توجہ ہیں، یوں لگتا ہے کہ حضور رسالت مآب ﷺ میں لکھے جانے والے یہ مکتوبات کسی بادشاہ کے نہیں بلکہ تواضع و انکسار میں ڈوبے ہوئے ایک عاشق زار کے جذباتِ قلبی کی ترجمانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے سفیر با تدبیر حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کم سے کم تین یا چار مرتبہ بطور قاصد و سفیر نجاشی کے پاس پہنچے تھے مگر سب سے پہلا نامہ نبوی بظاہر حضرت جعفر طیار لے کر گئے تھے جس میں ارشاد فرمایا گیا تھا[۲۴]:

''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، من محمد رسول اللّٰہ إلی النجاشی الأصحم، سلام علیک فإنی أحمد إلیک اللّٰہ الملک القدوس المؤمن المھیمن، و أشھد أن عیسی ابن مریم روح اللّٰہ و کلمتہ ألقاھاإلی مریم البتول الطیبۃ الحصینۃ، فحملت بعیسی فخلقہ من روحہ و نفخہ کما خلق آدم بیدہ و نفخہ، و إنی أدعوک إلی اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و الموالاۃ علی طاعتہ وأن تتبعنی و تؤمن بی، و بالذی جاء نی فانی رسول اللّٰہ''

''وقد بعثت إلیک ابن عمی جعفر بن أبی طالب و معہ نفر من المسلمین فاذا جاؤک فاقرِھم، ودع التجبر، فانی أدعوک و جنودک إلی اللّٰہ و قد بلغت و نصحت فاقبلوا نصیحتی، والسلام علی من اتبع الھدی''

''اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے، محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے نجاشی اصحم کی طرف، تجھ پر سلام ہو، میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں، جو مالک ہے، پاک ہے، امان دینے والا ہے اور سب پر غالب ہے، میں گواہی دیتا ہوں کی عیسیٰ بن مریم اللہ تعالیٰ کی روح ہیں، اس کا لفظ ہیں جو انہوں نے نیک، پاک اور پاک دامن مریم کے لئے بھیجا، چنانچہ وہ حاملہ ہوگئیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی روح سے پیدا کر دیا اور پھونک دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنے ہاتھ اور پھونک سے پیدا کیا تھا، میں تجھے اللہ وحدہ لا شریک کی طرف بلاتا ہوں اور اس کی

اطاعت کی بنیاد پر دوستی کی دعوت دیتا ہوں، یہ کہ تو میری پیروی کر اور مجھ پر اور جو کچھ میں لے کر آیا ہوں اس پر ایمان لے آ، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں'۔

''میں نے اپنے چچا کے بیٹے جعفر بن ابی طالب اور اس کے ساتھ کچھ مسلمانوں کو تیرے پاس بھیجا ہے، جب وہ تیرے پاس آئیں تو ان کی مہمان نوازی کرنا ، بڑا نہ بننا، میں تجھے اور تیرے لشکر کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں ، میں نے بات پہنچادی اور خیر خواہی کر دی، اس لئے میری نصیحت قبول کر، اور سلام ہو اس پر جو سیدھے رستہ کی پیروی کرے''۔

رسول اللہ ﷺ کے اس گرامی نامہ کے جواب میں نجاشی نے لکھا [۲۵]:

''إلى محمد رسول الله من النجاشي الأصحم ابن الأبجر، سلام عليك يا نبي الله من الله و رحمته و بركاته، لا إله إلا الذى هدانا إلى الإسلام فقد بلغني كتابك يا رسول الله فيما ذكرت من أمر عيسى فورب السماء والأرض إن عيسى لم يزد على ما ذكرت، وقد عرفناما بعثت به إلينا وقد مربنا ابن عمك وأصحابه فأشهد أنك رسول الله صادق مصدَّق، وقدتبعتك و بايعت ابن عمك و أسلمت على يديه لله رب العالمين وقد أرسلت بابني أريحا بن أصحم بن أبجر، فإني لا أملك إلا نفسي، و إن أمرتني أن أجئ فعلت يا رسول الله، فإني أشهد أن ما تقول حق''

''(حضرت) محمد (ﷺ) کی خدمت میں ، نجاشی اصحم بن ابجر کی طرف سے، اے اللہ کے نبی ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی ، رحمت اور برکتیں ہوں! اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے مجھے سیدھی راہ دکھائی !یا رسول اللہ! آپ کا گرامی نامہ مجھے مل گیا ہے جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ کا ذکر فرمایا گیا ہے عیسیٰ علیہ السلام اس سے بڑھ کر کچھ بھی نہ تھے، جو کچھ آپ نے ہمارے پاس ارسال فرمایا ہے اس سے ہم آگاہ ہو گئے ہیں، آپ کے چچا کے فرزند اور ان کے ساتھی ہمارے پاس سے ہو گئے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سچے اور سچا مانے گئے رسول ہیں! میں آپ کا پیروکار بن چکا ہوں، میں نے آپ کے چچا زاد کی بیعت بھی کر لی ہے اور ان کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے اسلام قبول کر چکا ہوں! میں نے اپنے بیٹے اریحا بن اصحم بن ابجر کو آپ کی خدمت میں بھیج دیا ہے، میں تو صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اگر آپ کا حکم ہو کہ میں حاضر ہو جاؤں تو میں تعمیل کروں گا یا رسول اللہ! میں تو گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں وہ حق ہے'

یہ خط کسی بادشاہ کا نہیں لگتا اور نہ حضرت نجاشی نے یہاں ملک یا بادشاہ کا لفظ اپنے لئے استعمال کیا ہے یوں لگتا ہے کہ ایک پرانا عقیدت مند ومحبّ اپنی محبت کی تجدید کر رہا ہے، مختصر سے خط میں کم سے کم پانچ جگہ رسالت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی ''گواہی' دی گئی ہے اور کم سے کم تین مرتبہ یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کے الفاظ دہرائے گئے ہیں! غور وفکر کا مقام ہے کہ کیا اپنے

چچازاد کے ساتھ صحابہ کرام بھیج دینے اور اسی کے ہاتھ یہ خط ارسال کردینے سے ہی سلطنت حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی فوری کایاپلٹ گئی تھی؟ یہ خط بھی اس نے عربی میں لکھا (اور مجھے اندازہ ہے کہ یہ عربی عبارات اصحم نجاشی کی اپنی ہیں) ایک مہاجر مسافر پناہ کے لئے آنے والے کے ہاتھ پر بیعت بھی کرلی اور اپنا لخت جگر خدمت کے لئے بھیج دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی چل کر آنے اور حاضر خدمت ہوجانے کے لئے آمادگی ظاہر کردی؟ یہ سب باتیں کسی گہرے پس منظر اور ماضی کے نیاز مندانہ ومخلصانہ تعلقات کا پتہ دیتی ہیں، اور اس مختصر سی تحریر میں یہی پس منظر سامنے لانے اور ماضی کو دریافت کرنے کی ایک معمولی سی کوشش ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ کتاب الشعر والشعراء از ابن قتیبہ ص 23 ، کتاب العمدہ از ابن رشیق ص16 ، یہاں پر ہمارا بنیادی مقصد اردو قارئین کو حبشہ میں غریب الوطنی کے دوران میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کے تاریخی کردار کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ عربی زبان کے طلبہ کے لئے دلچسپ اور مفید معلومات فراہم کرنا ہے۔

۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے مقدمہ دیوان حسان بن ثابت مع شرح عبد الرحمٰن برقوقی نیز نہایۃ الارب للنویری 705/16،تفسیر روح المعانی 115/19۔

۳۔ تفصیل کے لئے ادب المہجر ازعیسی الناعوری ملاحظہ فرمایئے۔

۴۔ الفن ومذاھبہ فی الشعر العربی للدکتور شوقی ضیف ص 271 ، الادب الاندلسی از ڈاکٹر جودت الرکابی ص16-25۔

۵۔ تاریخ ادبیات مسلمانان 15/2-36 ، الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند از عبدالحی لکھنوی ص 23-37 ۔

۶۔ ابن ھشام 137/1، ابن سعد 115/1، البدایۃ والنہایۃ 79/1-23۔

۷۔ قرآن کریم (80/5-85 ، 52/28-55)۔

۸۔ تنویر الغبش ص133 ، ابن ھشام 206/1، تفسیر روح المعانی 174/20، الروض الانف 208/1۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ ایضاً۔

۱۱۔ قرآن کریم (80/5-81)۔

۱۲۔ ایضاً (12/29-20,28/56-69)۔

۱۳۔ ابن سعد 206/1 ، ابن ھشام 208/1 ، البدایۃ والنہایۃ 71/3 ، سیر اعلام النبلاء 97/1 ۔

۱۴۔ مسند احمد 1412، نسائی 1315 ۔

۱۵۔ ابن ھشام (1/212)، سیر اعلام النبلاء 79/3۔

۱۶۔ لباب الالباب للعوفی 415/2 کتاب الحیوان 317/5۔

۱۷۔ ابن ھشام 1/206-214، دلائل النبوۃ از بیہقی 2/285، البدایۃ و النہایۃ 3/71 ، سیر اعلام النبلاء 1/97-99 ، المستدرک 3/222-225۔

۱۸۔ ایضاً۔

۱۹۔ ایضاً، لیکن ابن ھشام سیرۃ 2/ 212 کا قول یہ ہے کہ ''شاعر ھجرتِ حبشہ'' جو المبرق کے لقب سے مشہور ہوئے یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جو حبشہ میں فوت ہوئے۔

۲۰۔ ایضاً۔

۲۱۔ ایضاً۔

۲۲۔ ایضاً۔

۲۳۔ الوثائق السیاسیۃ از ڈاکٹر حمید اللہ ص 99-108۔

۲۴۔ ایضاً۔

۲۵۔ ایضاً، البدایۃ و النہایۃ 3/71-85، تاریخ الطبری 3/133۔